تقاضاے محبت

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محبت اور تقاضے

فہیم احمد ثقلینی ازہری

حضور نبی کریم، رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ولادتِ مبارکہ تمام بنی نوعِ انسان کے لیے رحمتِ خداوندی ہے۔

قرآنِ کریم نے آپ کے وجودِ پاک کو "رحمۃ للعالمین" فرمایا ہے اور آپ کا رحمت ہونا محدود نہیں ہے اور یہ رحمت انسانیت کی تربیت، تزکیۂ نفس، تعلیم اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کے لیے تھی اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اوصاف سے متصف ہونا صرف ایک خطۂ عرب یا صرف اس زمانہ کے لیے خاص نہ تھا بلکہ تا قیامت تمام انسانیت کے لیے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے موقع پر خوشی منانا خدا کی بارگاہ میں افضل اعمال اور اجرِ عظیم کا ذریعہ ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرنا آپ سے محبت کرنے کی دلیل ہے اور محبتِ رسول اصلِ ایمان ہے۔ امام بخاری اپنی کتاب صحیح البخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ." (کتاب الایمان باب حب الرسول ۱/۱۴، حدیث ۱۳)

(ترجمہ) - مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والدین اور اس کی اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

امام بخاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ والناس اجمعین." (مرجع سابق)

(ترجمہ) - تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

امام ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں: محبتِ رسول ایمان کی جڑ ہے، محبتِ رسول محبتِ الٰہی ہے اور اس شخص کے لیے عذابِ عظیم اور وعیدِ شدید ہے جو محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول پر وطن، مال و دولت، دوست، عزیز و اقارب کی محبت کو مقدم کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ." (سورۃ التوبۃ: ۲۴)

(ترجمہ) - تم فرماؤ، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمھیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کے مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اور جب خلیفۂ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا:

"لا یا عمر حتی اکون احب الیک من نفسک فقال عمر واللہ انت الان احب الی من نفسی."

نہیں اے عمر! یہاں تک کہ میں تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ تو عمر نے کہا اللہ کی قسم! اب آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح البخاری میں ذکر کیا ہے۔

چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں ہمارے اسلاف کرام، صلحاے عظام اور اساطینِ امت نے ولادتِ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں شب بیداری کرنا، دوست اور رشتہ داروں کو دعوت دے کر کھانا کھلانا، غریبوں اور مسکینوں کی دل جوئی کے لیے انھیں کھانا کھلانا، تلاوتِ قرآن کرنا، مختلف اوراد و وظائف اور تسبیح و اذکار میں

Faheemahmad_92@yahoo.co.in

مشغول ہونا اور شانِ رسالت میں قصائد و مدائح پیش کرنے کو مباح اور مستحب کام شمار کیا ہے۔

محدثین و مورخین میں حضرت امام عبد الرحمن ابن جوزی، امام ابن کثیر دمشقی، امام ابن دحیہ اندلسی، امام ابن حجر عسقلانی اور امام جلال الدین سیوطی نے میلاد شریف کے موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ دلائلِ صحیحہ اور براہین قاطعہ سے جشن عید میلاد النبی کو مستحب ثابت کیا ہے۔ ان کتب کے مطالعہ کے بعد کج فہم یتیم العلم والعقل کے علاوہ کوئی اور میلاد شریف کے جواز میں شک وشبہہ نہیں کرے گا۔

امام محمد بن محمد الحاج العبدری المالکی نے اپنی کتاب المدخل میں میلاد کی خصوصیات پر بہت اچھا کلام کیا ہے اور میلاد شریف کے حق اور جائز و مستحب ہونے میں ایسا مفید اور نافع کلام کیا ہے جس سے مومنین کے قلوب منور ہو جاتے ہیں۔ امام موصوف نے اپنی یہ کتاب ان بدعاتِ قبیحہ کی مذمت میں تصنیف کی ہے، جن کے اصل اور وجود پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہ ہو۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے میلاد شریف کے موضوع پر مستقل ایک کتاب بنام ''حسن المقصد فی عمل المولد'' تصنیف کی ہے۔ آپ کی یہ کتاب درحقیقت ایک سوال کے جواب میں معرضِ وجود میں آئی ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منانا قرآن وحدیث میں کہاں سے جائز ہے اور میلاد کرنے والے اور کرانے والے مستحق ثواب ہیں یا مستحق عذاب؟

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے اس سوال کا یہ جواب ارقام فرمایا ہے کہ: ''میرے نزدیک میلاد النبی کی اصل اور حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کا اکٹھا ہو کر بقدرِ سہولت تلاوتِ قرآن کرنا اور ان روایات کا تذکرہ کرنا جو آپ کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔ آپ کی ولادتِ مبارکہ کے معجزات اور خارق عادت واقعات کا ذکر کرنا، اس کے بعد حاضرین و سامعین کی ضیافت پسندیدہ کھانوں سے کرنا، ان تمام امور میں بغیر کسی بدعت قبیحہ کے بغیر تمام لوگ واپس ہو جاتے ہیں۔ ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ اس کا اہتمام کرنے والا مستحق اجر و ثواب ہے، اس لیے کہ اس میں تعظیم نبی ہے اور آپ کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہے۔''

امام سیوطی نے اس شخص کا بھی ردِ بلیغ کیا ہے جس نے یہ کہا ہے کہ قرآن وحدیث میں میلاد النبی پر خوشی منانے کا ثبوت نہیں ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر کیا ہے کہ اگر کسی کو قرآن و حدیث میں میلاد کی اصل اور ثبوت نہ ملے تو عید میلاد النبی منانا ناجائز نہیں ہو گا، اس لیے کہ اصل نہ ملنا ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ آپ کے قلتِ مطالعہ اور کج فہم اور یتیم العلم ہونے کی دلیل ہے۔

امام سیوطی مزید تحریر فرماتے ہیں کہ جشن عید میلاد النبی منانا کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، آثارِ صحابہ اور اجماعِ امت رسول اللہ میں سے کسی کے خلاف نہیں ہے۔ لہٰذا لوگوں کا اکٹھا ہو کر کھانا کھانا، میلاد کی عظمت شان کی وجہ سے مندوب اور باعثِ اجر وثواب ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کی ولادت ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت ہے اور شریعتِ اسلامیہ اپنے متبعین کو نعمت کے شکریہ کے اظہار پر ابھارتی ہے جیسا کہ امام محمد بن محمد الحاج العبدری المالکی اپنی کتاب ''المدخل'' میں رقم طراز ہیں کہ ربیع الاول کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کو مبعوث فرما کر احسانِ عظیم کیا، لہٰذا ہم پر لازم وضروری ہے کہ ہم اس مہینہ میں عبادات اور صدقاتِ خیر کی کثرت کریں۔ اس نعمتِ عظمیٰ کے بدلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

امام ابن حجر عسقلانی مولد النبی کی اصل صحیحین کی اس حدیث سے اخذ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ نے یہودیوں سے اس روزہ کی حکمت دریافت کی تو یہودیوں نے کہا کہ اسی روز اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے شر سے نجات عطا فرمائی تھی تو ہم اس نعمت کے شکریہ میں یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے امام حجر ابن عسقلانی یہ حکم اخذ کرتے ہیں کہ کسی متعین دن اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت اتاری یا کسی مصیبت سے نجات بخشی تو اس دن روزہ رکھنا چاہیے اور اس متعین دن میں ہر سال ایسا ہی کرنا چاہیے اور عبادت کی مختلف اقسام مثلاً نماز، روزہ، صدقہ اور تلاوت وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کا شکرانہ حاصل ہو جاتا ہے اور بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر کون سے نعمت ہو گی؟

امام ابن حجر عسقلانی جشن عید میلاد النبی کے اہتمام کے سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں کہ ہم جشنِ عید میلاد النبی کے حسین اور بابرکت موقع پر انھیں چیزوں پر اقتصار کریں جن سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو مثلاً تلاوتِ قرآن، کھانا کھلانا، شانِ رسالت میں نعت و قصائد پیش کرنا جس سے مومنین کے قلوب عمل خیر اور فعل حسن کی جانب مائل ہوں اور ہر وہ شے جو مباح ہو جس سے اظہارِ فرح و سرور ہو، اس

میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام المحدثین حافظ سیوطی، امام القرا حافظ شمس الدین جزری کی کتاب "عرف التعریف بالمولد الشریف" سے نقل کرتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ ہر دوشنبہ کی رات ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، اس لیے کہ اس نے حضور ﷺ کی ولادت کی خبر پا کر اپنی باندی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ ابولہب کی موت حالت کفر میں ہوئی تھی۔ قرآن شریف میں ایک مکمل سورہ اس کی مذمت اور برائی میں نازل ہوئی ہے تو میلاد النبی کی خوشی میں اس پر ہر دوشنبہ کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو اس سچے موحد عاشق رسول کا کیا حال ہوگا جو بقدر استطاعت میلاد النبی کی محفل سجاتا ہے اور آپ کی محبت میں کھانا کھلاتا ہے۔ بے شک اس عمل مستحب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام ہوگا، وہ اپنے فضل سے ہم کو جنت نصیب فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جشن عید میلاد النبی کا استدلال آیت کریمہ: "وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ." سے بھی ممکن ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ولادت مبارکہ بھی اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے تو جشن عید میلاد النبی منانا حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ جشن عید میلاد النبی منانا بدعت نہیں ہے اگرچہ عصر حاضر میں جس طرح منایا جاتا ہے، یہ شکل خیر القرون میں نہ تھی، مرور زمانہ کے مطابق ولادی محمدی ﷺ میں ان اشیا کو لاحق کرنا، جو عہد رسالت و صحابہ میں نہ تھیں اور کتاب اللہ و سنت رسول میں سے کسی سے متعارض و متضاد نہیں ہیں جائز و مستحب ہے۔

ملت اسلامیہ ولادت رسول کی تاریخ میں جشن اس لیے مناتی ہے کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اور ہم آپ سے محبت کیوں نہ کریں جب کہ ساری کائنات آپ سے محبت کرتی ہے اور آپ کو جانتی پہچانتی ہے۔ آپ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کے لیے رحمت ہیں اور پھر اپنی رحمت کو دنیا کی ہر شے پہچانتی ہے، خواہ وہ جمادات ہوں، نباتات ہوں، حیوانات ہوں یا پھر انسان ہوں۔

خلاصہ: گزشتہ سطور میں ملت اسلامیہ کے اجلّہ علمائے کرام، ائمۂ عظام اور محدثین مثلاً امام ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن جوزی، امام ابن الحاج العبدری المالکی، امام ابن جزری، امام شمس الدین دمشقی اور امام سیوطی کے اقوال و فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ پانچویں صدی ہجری میں امت مسلمہ کا جشن عید میلاد النبی کے تعلق سے کیا حال تھا۔ لہٰذا ہم بھی علمائے امت اور ائمہ و محدثین کی موافقت میں "جشن عید میلاد النبی" کو مستحب اور باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں اور اس سے خیر و برکت اور رحمت و انوار کا نزول ہوتا ہے۔ آخر تلاوت قرآن، ذکر و استغفار، اوراد و وظائف اور کھانا کھلانے کیا میں حرج ہے؟ ہاں! اگر محفل میلاد اور جلوس عید میلاد النبی میں کچھ ناجائز امور راہ پا جائیں تو عید میلاد النبی منانا ناجائز نہ ہوگا۔ میلاد کو ناجائز کہنے کے بجائے اس غلط اور ممنوع چیز کو ختم کیا جائے گا نہ کہ نفس میلاد کو۔ یہی عقل سلیم اور شریعت اسلامیہ کا تقاضا ہے۔

مصر کے جشن عید میلاد النبی کا چشم دید منظر

ماہ ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی مصر میں ہر طرف چہل پہل اور مسرت و شادمانی نظر آنے لگتی ہے۔ تمام سڑکیں، عمارتیں، مارکیٹ، سرکاری و غیر سرکاری دفاتر سجائے جاتے ہیں۔ ہر شب ۱۲ر ربیع الاول تک دکان، مکان اور محلّات میں چراغاں ہوتا ہے۔ مختلف اقسام کی مٹھائیوں، بالخصوص حلوے کی بے شمار دکانیں خاص اسی موقع پر سجائی جاتی ہیں۔ تمام مسلمان اپنے عزیز و اقارب، دوست و احباب اور رشتہ داروں کو حلوہ بطور تحفہ پیش کرتے ہیں، تمام مساجد و دفاتر، خانقاہوں اور دیگر مقامات پر مسلسل میلاد النبی کی محافل و مجالس کا انعقاد ہوتا ہے۔ ۱۲ر ربیع الاول کو قاہرہ میں عظیم الشان جلوس محمدی نکالا جاتا ہے جو قاہرہ کی عظیم شاہراہوں سے گزرتا ہوا مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پہنچ کر جلسہ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے جس میں محدث مصر خطیب عرب شیخ احمد عمر ہاشم صاحب سابق رئیس جامعۃ الازہر الشریف کا خصوصی خطاب ہوتا ہے، جس کو سننے کے لیے لوگ دور دراز مقامات سے سفر کر کے شریک خطاب ہوتے ہیں۔ جلوس میں قاہرہ اور قرب و جوار کے تمام علما و مشائخ اور خانقاہوں کے سجادگان اپنے تمام مریدین و متوسلین کے ساتھ جلوس میں شرکت کرتے ہیں۔ مختلف رنگ و نور اور انواع و اقسام کے عربی عبارت کے جھنڈوں میں علما و مشائخ کا یہ جلوس بڑا ہی پر کیف منظر پیش کرتا ہے۔

حکومت مصر وزارت اوقاف اور جامعہ ازہر کے تعاون سے ۲ر ربیع الاول سے ۱۲ر ربیع الاول تک عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے، جس میں عالم اسلام سے بے شمار علما و مشائخ اور مندوبین شرکت کرتے ہیں جن کی آمد و رفت اور قیام و طعام کی پر تکلف ذمہ داری حکومت مصر پر ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اچھی مقدار میں نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔ ہمارے وطن ہندوستان سے بھی ایسے حضرات

سفر کر کے مصر میں عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کرتے ہیں جو جشنِ عید میلاد النبی، جلوسِ محمدی اور مزارات پر حاضری کو ناجائز و حرام کہتے نہیں تھکتے اور بڑی ڈھٹائی و بے شرمی سے ان امور کے قائلین کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ آخر ایسی کون سے حکمتِ عملی یا قاعدہ ہے کہ یہ امور ہندوستان میں ناجائز و حرام اور شرک وبدعت اور مصر میں عین اسلام؟

جب ہندوستانی خوش عقیدہ مسلمان اولیاے کرام کے آستانوں پر حاضری دیتا ہے تو وہ بغیر کسی شک وشبہہ کے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور جب دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ کے ناظم مولانا رابع حسنی ندوی، مولانا سلمان ندوی، مولانا سالم قاسمی مہتمم دار العلوم وقف دیوبند مصر میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر حاضری دے کر جالی چوم کر الٹے پاؤں باہر نکلتے ہیں تو نذرانوں کے لالچ میں یہ امور عین اسلام ہو جاتے ہیں۔ اس وقت تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید کے قواعد و جزئیات حاشیۂ ذہن سے محو ہو جاتے ہیں، ہندوستان سے وہابیہ ودیابنہ مصر آتے جاتے رہتے ہیں۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

علماے اہلِ سنت کے لیے لمحۂ فکریہ اور اپنا محاسبہ کرنے کا وقت ہے کہ عالمِ عرب اور بالخصوص مصر جا کر ازہر شریف کے علما اور مشائخ سے رابطہ قائم کریں اور اس طبقہ کو بے نقاب کرنے کی کوشش کریں جو عالمِ عرب میں سنی بن کر مسلک اہلِ سنت وجماعت اور امام احمد رضا کی شخصیت کو مجروح کر رہا ہے۔ آج ان کا اصل چہرہ عالمِ عرب کے سامنے ظاہر کرنے کی ضرورت ہے کہ اس جماعت کا تعلق سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت سے نہیں ہے بلکہ یہ ابنِ تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کی معنوی وروحانی اولاد ہیں، جو غیر مقلد، سلفی اہلِ حدیث، دیوبندی اور ندوی وغیرہ کے مختلف چہروں اور مختلف ناموں سے مشہور ومعروف ہیں۔

ایک نظر ادھر بھی: عالمِ اسلام میں جشنِ عید میلاد النبی کا انعقاد اس بات کا اظہر من الشمس ثبوت ہے کہ یہ کوئی جدید فعل نہیں ہے، بلکہ چوتھی صدی ہجری سے ائمہ ومحدثین اور اساطینِ امت کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ ماضی میں ابنِ تیمیہ اور عصرِ حاضر میں اس کی روحانی ومعنوی اولاد کے علاوہ کسی نے ان امورِ حسنہ کے متعلق زبان درازی نہیں کی ہے۔ آج بھی ان لوگوں کا یہ شیوہ اور مشن ہے کہ جو امر محبوبانِ الٰہی اور اولیاے کرام کے لیے ناجائز و حرام اور شرک و بدعت قرار دیتے ہیں وہی امور اندرونِ خانہ عین اسلام سمجھ کر انجام دیے جاتے ہیں، جس کا جیتا جاگتا ثبوت ۱۹/ دسمبر ۲۰۰۹ء کا ہفت روزہ عالمی سہارا ہے جس کے ص: ۳۸/ پر وائس چانسلر پروفیسر عبد العزیز صاحب، سر سید خاں کے مزار پر سبز چادر پیش کر رہے ہیں۔ چادر کا دوسرا کونہ کانگریس کے فرزندِ بلند اقبال راہل گاندھی صاحب پکڑے ہوئے ہیں۔ اس چونکا دینے والے فعل میں دیگر اور بھی پروفیسر حضرات شامل ہیں۔ اگر یہی چادر کسی ولی اللہ کے مزار پر چڑھائی جاتی تو یہ لوگ خوش عقیدہ مسلمانوں کو مشرک یا کم از کم بدعتی سے کم کا درجہ دینے کو تیار ہی نہیں ہوتے۔

اسی پر بس نہیں ہے بلکہ اس وقت میرے مطالعہ کی میز پر راشٹریہ سہارا نئی دہلی ۱۷/ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ کا شمارہ ہے جس میں ایک خبر بعنوان "علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں سر سید ڈے کی رونق شباب پر" شائع ہوئی ہے۔ پوری رپورٹ قلم انداز کرتے ہوئے صرف دو باتوں پر آپ کی توجہ مرکوز کرانا چاہوں گا۔ اول یہ کہ "وائس چانسلر پی. کے. عبد العزیز سر سید احمد خاں کے مزار پر گل ہاے عقیدت پیش کریں گے۔" دوم یہ کہ "سر سید ڈے کے موقع پر یونیورسٹی کی اہم عمارتوں پر چراغاں کیا جائے گا۔" پہلی بات پر کوئی تبصرہ نہ کر کے موضوع کی مناسبت سے دوسری بات کے تعلق سے اتنا عرض ہے کہ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے موقع پر جب ایک عاشقِ رسول اور خوش عقیدہ مسلمان جشن چراغاں کرتا ہے تو قرآن وحدیث اور علومِ اسلامیہ سے نابلد یہ خشک عقیدہ قوم بلفظِ دیگر ریڈی میڈ مسلمان عالمِ اسلام کے متفق علیہ اور مسلم الثبوت امور کو غیر اسلامی قرار دیتی ہے۔ اور جب ہندوستانی مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کی علامت سر سید احمد خاں کا ۱۹۲/ واں یوم ولادت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں روایتی جوش وعقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے تو ان خشک عقیدہ حضرات کو قرآن وحدیث سے ثبوت اور حوالہ طلب کرنے کی حاجت پیش نہیں آتی۔ آخر ہم ایسے مصنوعی مسلمانوں سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ یوم ولادتِ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم منانا، جشن چراغاں کرنا، سلطان الہند خواجہ غریب نواز کے مزار شریف پر گل ہاے عقیدت پیش کرنا، چادر چڑھانا ناجائز و حرام اور شرک وبدعت کیوں ہے؟ اور سر سید ڈے منانا، عمارتوں پر جشن چراغاں کرنا، سر سید احمد خاں کے مزار پر گل ہاے عقیدت پیش کرنا، جائز کیوں ہے؟ ☆☆☆